

نفسِ اول

کتب حدیث کے مظلوم ابواب

عام کتب حدیث میں جو صحیح، جامع یا سشن کے اسالیب میں مرتب کی گئی ہیں، بعض ابواب ایسے ہیں، جنہیں نہ تو ہماری تدریس میں اہمیت حاصل ہے، نہ عام روزمرہ کی زندگی میں۔ مثلاً کتاب الرقاق، فتن، البر والصلة کے ابواب، الزہد وغيرها۔ یہ کتب ہمارے مدارس کے تدریسی تسلیم میں جب بطور سبق ہمارے سامنے آتی ہیں تو اس وقت ان پر توجہ کے لئے درکار وقت ہی ہمارے پاس موجود نہیں ہوتا، یوں ان ابواب کو وہ توجہ حاصل نہیں ہو پاتی، جس کے وہ صحیح معنی میں حق دار ہیں۔

دوسری جانب ہماری عصری جامعات اور کالج ہیں، جہاں چند مخصوص روایات کا ترجمہ پڑھایا جا رہا ہے، اور بس۔ وہاں اکثر پڑھانے والے اسی طرح پڑھ کر اس منصب تک پہنچتے ہیں، اس بنابر ان سے اس نظام تعلیم میں کسی جو ہری تبدیلی کی توقع عبث ہے، اگر دو چار فیصد کسی اور نظام سے گزر کر آتے بھی ہیں تو وہ بھی نہ کی کان میں رہ کر چند ہی روز میں اسی مزاج میں ڈھلن جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ایک الیے سے کم نہیں، کاش کوئی اس جانب توجہ دے سکے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے امت کو ہدیہ ہونے والا ایک ایک حرف نظر عقیدت سے بھی دیکھے جانے کا حق دار ہے اور اسے حرر ز جان بنانے کے بھی ہم پابند و مکفی ہیں۔

یہ امنظر وہیں سے اوجمل نہیں ہونا چاہئے کہ مذکورہ بالا اور ان سے ملتے جلتے عناوین کے تحت بیان ہونے والی احادیث مبارکہ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلات سے اسی طرح

انتساب رکھتی ہیں، جس طرح کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلاۃ میں مذکور احادیث، سوان احادیث سے استفادے کا حق ادا کرنا بھی امت کے ذمے قرض ہے، جس کی ادا بھی فرض ہے۔

اس گفتگو کا عوای پہلو یہ ہے کہ حدیث کے حوالے سے آج ایسے حلقة ہائے دروس کی تشكیل ناگزیر ہے، جہاں عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات، آداب اور اخلاق سے تعلق رکھنے والی احادیث مبارکہ کو بھی آسان و سہل انداز میں بیان کیا جائے، اور آج ہماری دنیاوی زندگی میں رواج پانے والی خرابیوں اور مسائل حیات کو ان کی روشنی میں حل کرنے کی سعی کی جائے، نیز ایسے حلقوں اور دروس کو فقہی، مسلکی، کلامی اور دیگر اختلافی امور سے ماوراء ہو کر منظم کیا جائے۔ اس سلسلے میں یہ بدینہی تحقیقت ہمارے پیش نظر رہتی چاہئے کہ ان احادیث کی حیثیت نصوص کی ہے، جن میں ایک بڑا حصہ نصوص قطعیہ کا حکم بھی رکھتا ہے، اور جب یہ احادیث مبارکہ زبان نبوت سے ادا ہو رہی تھیں تو یہ مسلکی، فقہی اور کلامی مکاتب فکر موجود ہی نہیں تھے۔ پھر یہ بھی ایک تحقیقت ہے کہ یہ تمام مکاتب فکر زیادہ تر توجیہ و ترجیح اور تاویل کی بنیاد پر وجود پر یہ ہوئے ہیں۔ اس بنا پر پہلا مرحلہ نصوص کا ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی تعلیم کا اہتمام سب سے پہلے کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فہم دین کے راستے ہمارے لئے آسان فرمائے۔ آمين

سید عزیز الرحمن